ایمان و عقائد

شیخ عبدالمحسن العباد
ترجمہ: محمد اسحٰق طاہر[1]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق اہل السنّہ والجماعہ کا عقیدہ

اللہ تعالیٰ کا ہم پر فضل و احسان ہے کہ اس نے ہماری رُشد وہدایت اور تبلیغ احکام کے لیے اپنے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ رسولِ اکرم ﷺ نے فریضۂ تبلیغ کو بدرجہ اتم انجام دیا۔ ہر خیر و بھلائی کے کام پر اپنی اُمت کی راہنمائی فرمائی اور ہر بُرائی سے اُنہیں خبردار کیا اور خیر خواہی کا حق ادا کر دیا۔ ربّ کائنات نے اپنے پیغمبر کے شرفِ صحبت اور تحصیل علومِ شریعت کے لیے ایسے لوگوں کا انتخاب کیا جو اس اُمت کے افضل اور بہترین افراد تھے۔ ان صحابہؓ نے براہِ راست آپ ﷺ سے علم حاصل کیا اور دنیا و آخرت میں سرفراز ہوئے۔ ذلك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شرف و فضیلت پر کتاب و سنت سے دلائل

رسولِ اکرم ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ نے فریضۂ تبلیغ کو سرانجام دیا، اس فریضہ کی انجام دہی میں ان کی مساعی قابل قدر ہیں۔ صحابہ کرامؓ کے عالی مقام اور عظیم المرتبت ہونے کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ایک طرف اُنہیں شرفِ صحبت اور رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کرنے کی فضیلت حاصل ہے اور دوسری طرف تبلیغ شریعت کے نتیجہ میں قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے اَجر وثواب اُن کا مقدر ہیں، کیونکہ اُنہوں نے ہی رسولِ اکرم ﷺ کے بعد اس اُمت کو رُشد وہدایت کی راہ پر لگایا اور لسانِ رسالت ﷺ سے صادر ہونے والے اس عظیم مقام کو حاصل کیا:

---

1 فاضل مدینہ یونیورسٹی، اُستاذ فقہ مقارن، جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور

«من دعا إلىٰ هدي كان له من الأجر مثل أجور من تبعه لا ينقص ذلك من أجورهم شيئا»[1]

”جو انسان دوسرے کو ہدایت کی دعوت دے تو اس داعی کو دعوتِ ہدایت کو اختیار کرنے والوں کا بھی اجر ملتا ہے اور اُن کے اجور میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔“

قرآن و سنت میں صحابہ کرامؓ کے فضل و شرف پر مندرجہ ذیل نصوص شاہد ہیں:

قرآنِ کریم

a اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان قرآن کریم میں موجود ہے:

﴿وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾[2]

”مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے۔ اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔“

b ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾[3]

”محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحم

---

۱ مسند احمد: ۲/۳۹۷

۲ التوبہ: ۱۰۰

۳ الفتح: ۲۹

دل ہیں، تو انھیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے ان کی یہی مثال تورات اور انجیل میں ہے۔"

﴿لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ کے الفاظ ان لوگوں کے لیے شدید وعید اور خطرناک ہیں جو صحابہ کرامؓ کے متعلق ناراضگی رکھتے ہیں اور جن کے دلوں میں صحابہ کرامؓ کے بارے کینہ اور بغض وعداوت موجود ہے۔

c ﴿لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾[1]

"تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے اللہ کے راستے میں خرچ کیا اور قتال کیا ہے وہ دوسروں کے برابر نہیں بلکہ ان سے بہت بڑے درجے کے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کیے ہاں بھلائی کا وعدہ تو اللہ کا ان سب سے ہے جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ خبردار ہے۔"

d مالِ فے کے مصارف کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ﴾[2]

"(فے کا مال) ان مہاجر مسکینوں کے لیے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکال دیئے گئے ہیں وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کے طلب گار ہیں اور اللہ کی اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی راست باز لوگ ہیں۔"

سورۃ الحشر کی ان تینوں آیات میں سے پہلی مہاجرین اور دوسری انصار کے فضائل پر مبنی ہے جبکہ تیسری ان لوگوں کے بارے میں ہے جو صحابہ کرامؓ کے بعد آئے؛ جو صحابہ

---

۱ الحدید:۱۰

۲ الحشر:۸

کرام کے لیے استغفار کرتے ہوئے پروردگار سے اس بات کے خواستگار رہے کہ ان کے دلوں میں کبھی اصحابِ رسول کے لیے کینہ وبغض پیدا نہ ہو۔ آیات میں مذکور ان تین اقسام (مہاجرین وانصار اور دیگر صحابہ کرامؓ سے محبت کرنے والوں) کے علاوہ دیگر لوگ شیطان کے جھانسے میں گرفتار ہو کر ذلت ورسوائی سے ہم کنار ہوتے ہیں۔

e اسی طرح کے گمراہ لوگوں کے لیے سیدہ عائشہؓ نے سیدنا عروہؒ بن زبیر سے فرمایا:

أمروا أن يستغفروا لأصحاب رسول الله ﷺ فسبوهم[1]

''ان لوگوں کو اصحابِ رسول کے لیے استغفار کا حکم تھا، لیکن اُنہوں نے ان کو بُرا بھلا کہا...''

سورۃ الحشر کی ان آیات کے تذکرے میں امام نووی نے لکھا ہے:

''امام مالک نے اسی سے دلیل لی ہے کہ جو آدمی صحابہ کرامؓ کو بُرا بھلا کہے، اس کا مالِ فے سے کوئی حق نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مالِ فے کا استحقاق صحابہؓ کرام کے بعد آنے والوں کے لیے اس شرط کے ساتھ رکھا ہے کہ وہ اُن کے لیے استغفار کرنے والے ہوں۔''[2]

انہی آیات کی تفسیر میں امام ابن کثیر لکھتے ہیں:

''امام مالک نے کیا خوب استدلال کیا ہے کہ وہ رافضی جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے، وہ مالِ فے کا حق دار نہیں ٹھہرتا، کیونکہ وہ ان اوصاف سے متصف نہیں جن کا اس آیت ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ...﴾ میں ذکر ہے۔

اَحادیث وآثار

f رسولِ اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ

---

۱ صحیح مسلم: ۳۰۲۲

۲ شرح نووی: ۱/۳۹۹

«خير الناس قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم»[1]
''بہترین زمانہ میرا ہے پھر اس سے متصل زمانہ اور پھر اس کے بعد کا زمانہ ہے۔''
صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کے الفاظ اس سے کچھ مختلف ہیں۔
«خير أمتي القرن الذي بعثتُ فيهم ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم» والله أعلم ذكر الثالث أم لا[2]
''میری اُمت کے بہترین لوگ اس زمانہ کے ہیں جس میں میری بعثت ہوئی، اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے بعد کے دور میں ہوں گے اور ان کے بعد وہ لوگ جو اس دوسرے زمانہ کے بعد میں آئیں گے۔ راوی کا کہنا ہے کہ واللہ اعلم آپؐ نے تیسرے زمانے کا ذکر کیا یا نہیں؟''
صحیح مسلم میں ہی حضرت عائشہؓ کی روایت ان الفاظ کے ساتھ بھی ہے:
قالت: سأل رجل النبي ﷺ أي الناس خير؟ قال: «القرن الذي أنا فيه ثم الثاني ثم الثالث»
''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے رسولِ اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ بہترین لوگ کون ہیں؟ آپؐ نے جواب دیا کہ میرے زمانے کے لوگ، پھر دوسرے اور پھر تیسرے زمانے کے لوگ۔''

g صحیحین میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
«يأتي علىٰ الناس زماني فيغزو فئام من الناس فيقال: هل فيكم من صاحب رسول الله ﷺ؟ فيقولون: نعم، فيفتح لهم، ثم يأتي على الناس زمان فيغزو فئام من الناس فيقال: هل فيكم من صاحب أصحاب رسول الله ﷺ؟ فيقولون: نعم، فيفتح لهم، ثم يأتي على الناس زمان فيغزو فئام من الناس فيقال لهم: هل فيكم من صاحب من صاحب أصحاب رسول الله ﷺ؟ فيقولون:نعم،

---
۱ صحیح بخاری:۲۶۵۲
۲ رقم الحدیث:۲۵۳۴

فيفتح لهم »[1]

"لوگوں پر ایک وقت آئے گا کہ کچھ گروہ جہاد کریں گے تو کہا جائے گا کہ کیا تم میں رسولِ اکرم ﷺ کا کوئی صحابی موجود ہے، جواب اثبات میں ملے گا تو اللہ تعالیٰ لوگوں کو فتح سے ہم کنار فرمائے گا۔ پھر لوگوں پر ایک وقت آئے گا کہ ان کے کچھ گروہ جہاد کریں گے تو پوچھا جائے گا کہ کوئی ایسا ہے جو صحابہ کرامؓ کی صحبت سے فیض یاب ہوا ہو (یعنی تابعی)۔ تو تابعی کی موجودگی پر اُنہیں فتح مل جائے گی پھر لوگوں پر ایک وقت آئے گا کہ کچھ گروہ جہاد کی راہ پر نکلیں گے تو استفسار ہو گا کہ کیا تم سے کوئی تابعی کے شرفِ صحبت کا حامل (یعنی تبع تابعی) موجود ہے تو اس کی موجودگی کی وجہ سے فتح مقدر بن جائے گی۔"

h　امام ابن تیمیہ نے منهاج السنة میں ابن بطہ سے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں:

لا تسبوا أصحاب محمد ﷺ فلمقام أحدهم ساعة يعني مع رسول الله ﷺ خير من عمل أحدكم أربعين سنة[2]

"اصحابِ رسول کو بُرا بھلا مت کہو، ان کی رسولِ اکرم ﷺ سے ایک گھڑی شرفِ صحبت، تمہارے چالیس سال کے عمل سے بہتر ہے۔"

و کیع کی روایت کے الفاظ ہیں:

خير من عمل أحدكم عمره[3]

"تم میں سے کسی ایک کے عمر بھر کے اعمال سے بہتر ہے۔"

i　حضرت سعید بن زید نے عشرہ مبشرہ صحابہؓ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

والله لمشهد رجل منهم مع رسول الله ﷺ يغبر فيه وجهه خير من

۱　صحیح بخاری:۳۶۴۹، صحیح مسلم:۲۵۳۲

۲　۲/۲۳

۳　سنن ابن ماجہ:۱۶۲

عمل أحدكم ولو عمر عمر نوح[1]

''اللہ کی قسم، صحابہ کرام میں سے کسی کی ایک بھی غزوہ میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ حاضری تم میں سے کسی کے اعمال سے بہتر ہے اگرچہ وہ عمر نوح ہی پالے۔''

j حضرت جابرؓ سے روایت ہے:

''حضرت عائشہؓ سے کہا گیا کہ کچھ لوگ اصحابِ رسول حتیٰ کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں، حضرت عائشہؓ فرمانے لگیں، تمہیں اس سے تعجب کیوں ہے؟ ان اصحابِ رسول کے اعمال تو (ان کی وفات کے ساتھ) منقطع ہوگئے، لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کا اجر منقطع نہ ہو۔''[2]

é حضرت عائشہؓ کے اس قول کی شہادت اس عمومی روایت سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«إن المفلس من أمتي يأتي يوم القيامة بصلاة وصيام وزكوٰة ويأتي وقد شتم هذا، وقذف هذا، وأكل مال هذا، وسفك دم هذا، وضرب هذا، فيعطي هذا من حسناته، وهذا من حسناته، فإن فنيت حسناته قبل أن يقضي ـ ما عليه أخذ من خطاياهم فطرحت عليه ثم طرح في النار»

''میری اُمت سے مفلس وہ ہے کہ جو قیامت کے دن نمازوں، روزوں اور زکوٰۃ کی صورت میں اعمال لے کر آئے گا، لیکن اس نے کسی کو گالی دی، کسی پر تہمت لگائی، کسی کا مال ہڑپ کیا، کسی کا خون بہایا اور کسی کو مارا۔ یہ تمام لوگ اپنے حقوق کے عوض اس ظالم کی نیکیاں لے جائیں گے، اگر ان کے حقوق کی ادائیگی سے قبل اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان مظلوم لوگوں کے گناہ اس پر ڈال کر اسے جہنم رسید

---

۱ سنن ابو داؤد: ۴۶۵۲

۲ جامع الاصول: ۶۳۶۶

کر دیا جائے گا۔''[1]

k صحیح بخاری میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لاتسبوا أصحابي فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبا ما بلغ مدّ أحدهم ولا نصيفه»[2]

''میرے صحابہ کو بُرا امت کہو۔ اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو وہ صحابہ کرام کے دو چلو یا ایک چلو بھر صدقہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔''

é صحیح مسلم میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے ہی یہ روایت ان الفاظ سے ہے:

كان بين خالد بن وليد وبين عبدالرحمن بن عوف شيء فسبه خالد فقال رسول الله ﷺ: «لا تسبوا أحدا من أصحابي فإن أحدكم لو أنفق مثل أحد ذهبا مابلغ مد أحدهم ولا نصيفه»[3]

''حضرت خالد بن ولید اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان کچھ جھگڑا ہوا، حضرت خالد نے حضرت عبد الرحمن بن عوف کو بُرا بھلا کہا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، میرے کسی صحابی کو بُرا امت کہو، اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا صدقہ کرے تو اُن میں سے کسی کے دو چلو یا ایک چلو بھر صدقہ کے برابر نہیں ہو سکتا۔''

ذرا غور کیجئے کہ اگر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جیسے صحابی، (جو صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے) اس قدر بڑا عمل (اُحد پہاڑ کے برابر سونے کا صدقہ) کرنے کے باوجود عبد الرحمٰن بن عوف جیسے (قدیم الاسلام مہاجر) صحابی کے قلیل عمل (ایک مد صدقہ) کو نہیں پہنچ سکتے حالانکہ دونوں ہی شرفِ صحبت رکھتے ہیں تو جنہیں شرفِ صحابیت حاصل نہیں، انہیں اُن

---

١ صحیح مسلم: ٢٥٨١

٢ رقم الحدیث: ٣٦٧٣

٣ رقم الحدیث: ٢٥٤١

افضل الامہ افراد سے کیونکر نسبت ہو سکتی ہے؟ یہاں تو زمین و آسمان کا فرق ہے، زمین کی خاک کو ثریا سے کیا نسبت ہو سکتی ہے؟

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴾[1]

صحابہ کرامؓ نیکی و تقویٰ اور امانت و دیانت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔

صحابہ کرامؓ کے تقویٰ و عدالت پر قرآن و سنت شاہد ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ان کی مداح سرائی کسی سے مخفی نہیں۔

ائمہ اسلاف کے اقوال

l امام نووی التقریب میں رقم طراز ہیں:

''صحابہ کرامؓ تمام عادل ہیں خواہ جن کا فتنوں سے پالا پڑا یا جو ان فتنوں سے محفوظ رہے اور اس پر اُمت کے معتبر لوگوں کا اجماع ہے۔''[2]

m حافظ ابن حجر الإصابة في تمييز الصحابة میں نقل کرتے ہیں:

''اہل السنہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام صحابہ کرام عادل ہیں۔ صرف بدعتی اور ناقابل اعتبار لوگوں نے اس بات کی مخالفت کی ہے۔''[3]

اسی لیے سند حدیث میں اگر صحابی کا نام مجہول بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اگر تابعی یوں کہے: عن رجل صحب النبی ﷺ تو اس سے روایت کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ صحابی کے نام کا تذکرہ نہ بھی ذکر ہو تو کوئی نقصان نہیں۔ یہ صحابہ کے عدالت و امانت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کی وجہ سے ہے۔

n خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

''متصل حدیث کی قبولیت میں بھی راویوں کا عادل ہونا شرط ہے۔ صحابہ کرام کے

---

۱ البقرۃ:۶۴

۲ تدریب الراوی:۲/۲۱۴

۳ ۱/۶

علاوہ باقی راویانِ حدیث پر بحث ضروری ہے تاکہ رواۃ حدیث کی عدالت ثابت ہو سکے، لیکن صحابہ کرام کے حالات کی چھان بیان ضروری نہیں، اس لیے اس کی عدالت وامانت اور طہارت ورفعت منزلت خود ربِ کائنات کی طرف سے ثابت ہے۔"

ان کلماتِ فاضلہ کے بعد خطیب بغدادی نے صحابہ کرامؓ کی فضیلت و عظمت میں بعض آیات واحادیث کا تذکرہ کرنے کے بعد ان کی شان یوں بیان کی:

"اگر اللہ تعالیٰ اور رسول مکرم ﷺ سے صحابہ کرامؓ کی فضیلت سے متعلق کچھ منقول نہ بھی ہوتا تب بھی ان کے اپنے ایمانی حالات، ہجرت، جہاد اور دین کی سربلندی کے لیے جان و مال اور اولاد کی قربانی ان کی عدالت و امانت اور عقیدہ و عمل کی پاکیزگی وطہارت ان کے مابعد عظمت وشان کا اعتراف کرنے والوں سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے۔ ابو زرعہ سے روایت ہے کہ جب آپ کسی کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے دیکھیں تو جان لیں کہ وہ زندیق ہے۔ اس لیے کہ رسولِ اکرم ﷺ کی ذات اور قرآن کریم ہمارے ہاں برحق ہیں، ہم تک قرآن اور سنت رسول پہنچنے کا ذریعہ اصحاب رسول ہی ہیں۔ یہ زندیق اور ملحد لوگ ہمارے گواہان شریعت پر جرح کرکے کتاب و سنت کو معطل کرنا چاہتے ہیں اور حقیقت میں یہی زندیق جرح کے حق دار ہیں۔"[1]

صحابہ کرامؓ کے بارے میں اہل السنہ والجماعہ کا عقیدہ

اہل السنہ صحابہ کرامؓ کے بارے میں افراط و تفریط سے بالاتر ہوکر میانہ روی اور اعتدال پر مبنی موقف رکھتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کی عظمت میں غلو کرتے ہوئے اُنہیں اللہ یا رسول اللہ ﷺ کا مقام دے دینا یا اُنہیں ان کے منصب سے گرا کر طعن و تشنیع اور سب و شتم کا نشانہ

1 ا/۱۱۱

بنانا اہل السنّہ کے منہج کے منافی ہے۔ اہل السنّہ افراط و غلو اور تفریط و تنقیص سے بالاتر ہو کر صحابہ کرام سے محبت رکھتے ہیں اور عدل و انصاف کے ساتھ اُنہیں ان کا صحیح مقام دیتے ہیں، ان کی شان میں غلو کرتے اور نہ ہی کوتاہی و گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اہل السنّہ کی زبانیں صحابہ کرام کی مدح سرا اور ان کے دل حُبِ صحابہ سے سرشار ہیں۔

صحابہ کرامؓ کے درمیان جو غلط فہمیاں اور اختلافات رونما ہوئے، اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے اجتہادات کی روشنی میں طرزِ عمل اختیار کیا، یہاں بھی ان کے لیے اجرِ اجتہاد مسلّم ہے۔ درست ہونے پر دوہرا اجر اور خطا کی صورت میں ایک اجر اور غلطی معاف ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ وہ معصوم نہیں تھے بلکہ بشری تقاضے سے ان سے لغزشیں ہوتی تھیں، لیکن بہرحال دوسروں کی نسبت اُن کی غلطیاں کم اور خوبیاں زیادہ ہیں اور اُن کے لیے اللہ عزوجل کی طرف مغفرت ورضوان کا پروانہ بھی ہے۔

صحابہ کرامؓ کے بارے میں ائمۂ سلف کے اقوال

a امام طحاوی نے عقیدہ اہل السنّہ کی ترجمانی ان الفاظ سے کی ہے:

”ہم اصحابِ رسول سے محبت رکھتے ہیں، ان کی محبت میں کوتاہی نہیں کرتے اور نہ ہی ان میں سے کسی سے اظہارِ برات کرتے ہیں۔ صحابہ سے بغض رکھنے والوں اور ان کا ذکر خیر نہ کرنے والوں سے ہم بغض رکھتے ہیں، ان کا ذکرِ جمیل ہمیشہ ہماری زبانوں پر رہتا ہے۔ صحابہ سے محبت دین وایمان بلکہ خوبی اسلام ہے اوران سے بغض درحقیقت سرکشی اور کفر و نفاق ہے۔“[1]

b ابن ابی زید قیروانی مالکی اپنے مشہور رسالہ میں اہل السنّہ کا موقف اس طرح بیان کرتے ہیں:

”بہترین زمانہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شرفِ صحبت سے فیض یاب ہونے والوں کا

---

[1] عقیدہ طحاویہ: ۱/۵۷

زمانہ ہے اور ان میں سے افضل ترین بالترتیب خلفاے راشدین حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکرِ خیر زبانوں پر رہے اور ان کے درمیان اختلاف پر بحث نہ کی جائے۔ سب سے بڑھ کر انہی کا حق ہے کہ فتنوں و اختلافات کے واقعات میں ان کے لیے بہتر راہ نکالی جائے اور ان کے حق میں بہتر موقف اختیار کرنے کا تصور اپنایا جائے۔''[1]

c　امام احمد بن حنبل کتاب السنّہ میں لکھتے ہیں:

''اصحابِ رسول کے محاسن کا تذکرہ اور ان کے باہمی اختلافات پر بحث کرنا مستحب ہے۔ جو صحابہ کرام میں سے کسی کو بھی بُرا کہے، وہ بدعتی اور رافضی ہے، ان سے محبت کرنا سنت، ان کی اقتدا اور اُن کے لیے دعا وسیلۂ قربت اور ان کی عادات کو اختیار کرنا باعثِ فضیلت ہے۔''

امام احمد کا مزید کہنا ہے:

''کسی کے لیے صحابہ کرامؓ کا ذکرِ سو یا ان پر طعن و تشنیع کرنا جائز نہیں۔ حاکم وقت پر فرض ہے کہ ایسا کرنے والے کو سزا دے، کیونکہ یہ جرم ناقابل معافی ہے۔ سزا دینے کے بعد اس سے توبہ کروائی جائے، اگر توبہ کرے تو بہتر وگرنہ اسے دوبارہ سزا دی جائے اور اسے قید میں رکھا جائے جب تک کہ وہ توبہ کر کے اس فعل مذموم سے باز نہ آئے۔''[2]

d　امام ابو عثمان صابونی اپنی کتاب عقیدة السلف و أصحاب الحدیث میں لکھتے ہیں:

''اسلاف و محدثین ، صحابہؓ کے باہمی مشاجرات میں سکوت اختیار کرنے اور اُن کے عیوب و نقائص سے زبانوں کو پاک رکھنے کے نظریہ پر قائم ہیں۔ صحابہ کرامؓ کے

۱　رسالہ القیروانیہ: ۱/ ۲۳

۲　ص: ۱۹-۴۱

لیے رحمت اللہ کا اظہار اور ان سے محبت ان کا عقیدہ ہے۔''[1]

e شیخ الاسلام ابن تیمیہ اپنی کتاب العقيدة الواسطية میں رقم طراز ہیں:

''اہل السنّہ والجماعہ کا اُصول ہے کہ صحابہ کرامؓ کے بارے میں زبانیں اور دل ہر طرح کی پراگندگی سے محفوظ رہیں جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾

رسولِ مکرم ﷺ کے اس فرمان کی اطاعت میں ان کے سر تسلیم خم ہیں کہ «لاتسبوا أصحابي فوالذي نفسي بيده لو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبًا ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه». صحابہ کرامؓ کے فضائل میں درجات و مراتب پر اہل السنّہ ایمان رکھتے ہیں۔ لہٰذا صلح حدیبیہ اور فتح مکہ سے قبل جانی ومالی معاونت کرنے والوں کی فضیلت، مہاجرین کی انصارِ صحابہؓ پر برتری، غزوۂ بدر کے شرکا کے لیے اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا حصول (اعملوا ما شئتم قد غفرت لکم) صلح حدیبیہ کے موقع پر درخت تلے بیعت کرنے والوں پر نارِ جہنم کی حرمت بلکہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے پروانے ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ﴾، عشرہ مبشرہ اور دیگر صحابہؓ مثلاً ثابت بن قیس بن شماس وغیرہم کے لیے جنت کی بشارتیں اہل السنّہ والجماعۃ کے عقیدہ کا حصہ ہیں۔

خلفائے راشدین میں بالترتیب حضرت ابوبکر، ان کے بعد حضرت عمر، تیسرے حضرت عثمان اور چوتھے حضرت علی رضی اللہ عنہم اس اُمت کے بہترین افراد ہیں۔ حضرت ابوبکر و عمر کی تقدیم پر اہل السنّہ میں کوئی اختلاف نہیں۔ البتہ بعض نے حضرت عثمان و علی کے درمیان درجات میں کچھ اختلاف کیا ہے۔ حضرت عثمان و علی کے درمیان برتری کا مسئلہ ایسا نہیں کہ جس میں کسی فریق کو بھی گمراہ قرار دیا جاسکے البتہ رسول

---

۱ مع شرح: ۱/۱۱۵

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد استحقاقِ خلافت کا مسئلہ ایسا ہے کہ جس میں حضرت ابو بکر کے علاوہ کسی اور کے لیے یہ استحقاق سمجھنے والے کو گمراہ کہا جاسکتا ہے۔ اس لیے اہل السنّہ کا ایمان ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ حضرت ابو بکر ہیں، ان کے بعد بالترتیب خلفائے ثلاثہ (عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم) اور جو ان میں سے کسی کی خلافت پر بھی طعن و تشنیع کرے، وہ گدھے سے بھی زیادہ احمق و گمراہ ہے۔''[1]

اس کے بعد شیخ الاسلام نے اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اہل السنّہ کی محبت و مودّت ان کے بارے میں وصیتِ رسول ﷺ کا لحاظ، ازواجِ مطہرات کی عقیدت و عظمت اور مسلمانوں کا یہ ایمان کہ وہ یومِ آخرت کو بھی آپ کے شرفِ زوجیت سے وابستہ ہوں گی، کا تذکرہ کیا ہے۔

پھر لکھتے ہیں:

''اہل السنہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بغض اور سب و شتم کا مظاہرہ کرنے والے روافض سے اور اپنے قول و عمل سے اہل بیت عظام کو ایذا دینے والے نواصب سے برات کا اظہار کرتے ہیں۔''[2]

صحابہ کرامؓ کے درمیان اختلافات و مشاجرات پر سکوت اختیار کرتے ہوئے اہل السنّہ کا موقف ہے کہ اصحابِ رسول کے عیوب و نقائص سے متعلق روایات میں جھوٹ اور الفاظ میں کمی و بیشی پائی جاتی ہے اور جو ان کے بارے میں صحیح روایات ہیں، وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اجتہادی آرا ہیں جن میں بہ مطابق فرمانِ نبوی غلطی اور صحت ہر دو پر اللہ کے ہاں اجر موجود ہے۔ تاہم صحابہ کے بارے میں معصوم ہونے کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا جاسکتا بلکہ بشری تقاضے سے ان سے بھی غلطی کا امکان ہے، البتہ ان کے فضائل اور سبقت اسلام کی وجہ سے وہ غلطیوں میں مغفور و مرحوم ہیں۔ ان کی نیکیوں کے بُرائیوں پر غلبہ کی وجہ سے اس قدر مغفرت و رحمت حاصل ہے، جو بعد میں آنے والے لوگوں کو حاصل نہیں۔ رسول اکرم

---

۱ عقیدہ واسطیہ: ۲۸/۱

۲ ایضاً

ﷺ نے ان کے لیے خیر القرون ہونے کی بشارت دی اور اُن کے ایک مد صدقہ کو دوسروں کے اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنے سے افضل قرار دیا۔ اگر ان میں سے کسی نے کسی غلطی کا ارتکاب کیا بھی تو توبہ کی بدولت، نیکیوں کے غلبہ اور سبقتِ اسلام کی وجہ سے، رسولِ اکرم ﷺ کی شفاعت یا دنیا میں کسی فتنہ و آزمائش میں مبتلا ہونے کے باعث صحابہ کرام کے لیے غفران کے اسباب موجود ہیں۔ یہ بات تو واقعاتی گناہوں کی حد تک ہے۔ البتہ اُمور اجتہادیہ میں درست ہوں یا غلط، ہر دو صورتوں میں وہ عند اللہ ماجور ہوں گے۔ مزید برآں یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب اور شرف و منزلت کے مقابلے میں ان کے قابل اعتراض معاملات بے حقیقت معلوم ہوتے ہیں۔ معترضین کو صحابہ کرامؓ میں مضبوط ایمان، علم و عمل، ہجرت، نصرتِ رسول اور جہاد فی سبیل اللہ جیسی خوبیاں بھی نظر آنی چاہیں۔

درحقیقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت و اوصاف اور خوبی کردار کا مطالعہ کرنے والے اس بات کا ادراک رکھتے ہیں کہ وہ انبیاے کرام کے بعد خیر الخلق اور افضل البشر ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے بعد اُن جیسا کوئی آیا، نہ آسکتا ہے۔ اس اُمت کے خیر القرون (بہترین زمانہ) میں ان عظیم اوصاف کے حامل افراد نے اپنا عرصۂ حیات گزارا۔

صحابہ کرام پر طعن و تشنیع درحقیقت اسلام پر حملہ ہے!

صحابہ کرامؓ کی ذات پر حملہ درحقیقت اسلام پر طعنہ زنی کرنا ہے، کیونکہ اُنہیں کے ذریعے ہمیں اسلام پہنچا۔ حضرت امام ابوزرعہ کے قول میں یہ بات گزر چکی ہے:

وانما أدىٰ إلينا هذا القرآن والسنن أصحاب رسول الله ﷺ وإنما يريدون أن يجرحوا شهودنا ليبطلوا الكتاب والسنة والجرح بهم أولى وهم زنادقة[1]

1 الكفاية: ۱/۱۱۱

''صحابہ کرامؓ نے ہی ہمیں قرآن و سنت کی تعلیمات سے روشناس کروایا ہے۔ یقیناً یہ صحابہ دشمن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جرح کرکے ہمارے دین اور کتاب و سنت کو معطل و بے وقعت کرنا چاہتے ہیں درحقیقت یہی لوگ مجروح اور مکروہ ہیں اور یہ زندیق (دین دشمن) ہیں۔''

صحابہ کرام کو طعن و تشنیع کا کوئی نقصان نہیں!

طعن و تشنیع کا صحابہ کو نقصان کی بجائے فائدہ ہے (جیسا کہ حدیث المفلس، نکتہ نمبر ۱۰ میں یہ بات گزر چکی ہے)۔ درحقیقت یہ سب و شتم خود انہی دشمنانِ صحابہ کے لیے ضرر رساں ہے۔ جس دل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے محبت اور زبان پر ان کا ذکرِ خیر ہے، اسے اس نعمت واحسان پر اللہ ربّ العزت کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ اس عقیدت و مودّت پر ثابت قدمی کی دعا کرنی چاہیے، البتہ جس دل میں صحابہ کرامؓ کے خلاف حقد و بغض اور زبان پر سبّ و شتم ہے، اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے ان جرائم سے باز رہنا چاہیے اور اس وقت ندامت کے آنے سے پہلے تائب ہو جانا چاہیے، جب ندامت کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾

دعائے صحت کی درخواست

نامور مصنف و قلمکار، معروف عالم دین اور تفسیر احسن البیان کے مرتب مولانا حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ کئی ماہ سے عارضۂ شوگر اور گھٹنوں میں شدید درد سے دوچار ہیں۔ قارئین سے ان کی صحت یابی اور شفائے عاجلہ و کاملہ کے لئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔ ادارہ